سبز عمامہ کا جواز

مفتی محمد رضا ء المصطفےٰ ظریف القادری

ناشر

مکتبہ قادریہ

چوک میلادِ مصطفیٰ سرکلر روڈ گوجرانوالہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــ سبز عمامہ کا جواز

مصنف ــــــــ مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری

کتابت ــــــــ محمد سعید صدری

تعداد بار دوم ــــــــ گیارہ سو

ہدیہ ــــــــ چھ روپے

ملنے کے پتے :

- مکتبہ قادریہ
میلاد مصطفیٰ چوک، سر کلر روڈ گوجرانوالہ
- مکتبۃ المدینہ
شہید مسجد کھارادر کراچی

انتساب

شمع رسالت کے اُن پروانوں (صحابہ کرام) کے نام جنہیں بارگاہ صمدیت جل وعلا سے مہاجرین اولین رضی اللہ عنہم ہونے کا شرف عطا فرمایا گیا۔ اور جو بعض دیگر رنگ کے عماموں کی طرح **سبز رنگ** کے عمامے بھی استعمال فرماتے رہے۔

؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

عقیدت کیش :۔ محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری
بانی مرکزی جامعہ قادریہ
دربار پیر قائم علی شاہ ولی علیہ الرحمۃ
میاں سانسی روڈ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد

بلاشبہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنا جائز وروا ہے۔ اور اس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج ومضائقہ نہیں۔ سفید وغیرہ رنگ کے عمامہ کی طرح اس رنگ کے عمامہ کو باندھنے سے بھی انشاء اللہ سنت پاک پر عمل ہو جائیگا۔ اور ایسے رنگ کا عمامہ باندھنے والا بارگاہ خداوندی جل جلالہ میں اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔ کتب احادیث وسیر میں اگرچہ بالعموم باقی رنگ کے عمائم کا ذکر ہے تاہم محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لباس مبارک کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفید بودہ است۔ ودستار سیاہ واحیاناً سبز"[1] ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی تھی۔ کبھی سیاہ رنگ کی ہوتی اور بسا اوقات سبز رنگ کی ہوتی۔

لہٰذا حضرت محدث دہلوی کے اس قول کی صورت میں سبز رنگ کا عمامہ سنت مستحبہ کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ اگر بالفرض سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس رنگ کا عمامہ استعمال فرمانا روایۃً منقول وثابت نہ بھی ہو تو یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے سبز رنگ کے کپڑوں کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ استعمال بھی فرمایا۔ چنانچہ حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

وکان یعجبہ الثیاب الخضر — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سبز کپڑے خوش لگتے تھے[2]

امام موصوف اس کے آگے نقل فرماتے ہیں۔

وکان لہ قباء سندس فیلبسہ فتحسن خضرتہ علی بیاض لونہ — آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سندس (ایک قسم کا کپڑا) کی ایک قبا تھی جسکو آپ پہنتے تو آپ کے سفید رنگ پر اس کا سبز رنگ حسین لگتا تھا[3]

[1] [illegible] [2] احیاء العلوم ج ۲ ص [illegible] [3] احیاء العلوم

حضرت ابی رمثہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں "میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ پر دو سبز چادریں تھیں"[1]

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں۔ وکان لہ ثوب اخضر یلبسہ للوفود واذا قدموا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سبز کپڑا تھا جسکو وفود کی آمد پر زیب تن فرماتے تھے[2]

حضرت یعلیٰ بن امیہ سے مروی ہے: قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاف بالبیت مضطبعا ببرد اخضر۔ ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا سبز چادر کیساتھ اضطباع فرماتے ہوئے طواف کیا[3]

علامہ شعرانی لباس رسول کریم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یلبس لباس الابیض والاخضر والاسود الخ۔ ترجمہ:۔ رسول اللہ علیہ السلام سفید، سبز اور سیاہ لباس زیب تن فرماتے تھے[4]

تنبیہ:۔ عبارت مذکورہ سے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاہ لباس پہننا ثابت ہو رہا ہے۔ مگر آجکل چونکہ سیاہ لباس روافض کی ایک خاص علامت بن چکا ہے لہٰذا تشبہ بالروافض سے بچنے کیلئے ایسا لباس نہیں پہننا چاہیئے۔

امام بخاری اپنی صحیح میں "باب ثیاب الخضر" کے تحت حدیث نقل فرماتے ہیں۔ عن عکرمۃ ان رفاعۃ طلق امرأتہ فتزوجہا عبد الرحمن بن الزبیر القرظی قالت عائشۃ وعلیہا خمار اخضر الخ[5]

ترجمہ:۔ عکرمہ سے روایت ہے کہ رفاعہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو اس سے عبد الرحمن بن زبیر قرظی

[1] شمائل ترمذی [illegible] [2] [illegible] الوفا ابن جوزی [illegible] [3] [illegible] ترمذی، ابوداؤد وابن ماجہ [illegible]

نے نکاح کر لیا۔ سیدہ عائشہ نے فرمایا۔ اس حال میں کہ آپ پر سبز اوڑھنی تھی۔[1]

جنتی لباس

حضرت ملا علی قاری نقل فرماتے ہیں۔ قال ابن بطال اِنَّ الاخضر من لباس اھل الجنۃ وکفی بذٰلک شرفاً

ترجمہ: ابن بطال نے کہا سبز کپڑے اہل جنت کے لباس سے ہیں۔ اور اس کے لیے یہی شرف کافی ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ قلت ولذٰلک صارت ثیاب الشرفاء والاولیاء منہ لتفضیلھا علی البیض۔ ترجمہ: میں کہتا ہوں اسی وجہ سے سبز رنگ کے کپڑے بزرگوں کا لباس ٹھہرا۔ لیکن اس سے اس کی سفید رنگ پر فضیلت لازم نہیں آتی۔[2]

لباس جبرائیل علیہ السلام

امام شعرانی نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتانی جبرائیل فی لباس اخضر[3]

ترجمہ: جبرائیل میری بارگاہ میں سبز لباس میں حاضر ہوئے۔

بدر و حنین میں

● سیدی شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام روز بدر پانچ سو فرشتوں کیساتھ اور میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کیساتھ انسانی شکل و صورت میں ابلق گھوڑوں پر سوار اترے۔ اسوقت ان کے جسموں پر سفید لباس اور ان کے سروں پر سفید عمامے تھے اور روزِ حنین سبز عمامے تھے۔ الخ

● حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روز بدر فرشتوں کی پیشانیوں پر سفید عمامے اور روز حنین سبز عمامے تھے۔[4] الخ

ان روایات سے پتہ چلا کہ سبز رنگ کا لباس حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس میں داخل اور ایسا لباس ملائکہ کرام و اہل جنت کا لباس ہے۔ اور سبز عمامے باندھنا ملائکہ کرام کی سنت مبارکہ ہے۔ لہذا اس رنگ میں لباس پہننے میں

[1] انوار محمدیہ، مجمع الوسائل، کشف الغمہ ج۱ ص [2] بخاری شریف ج۲ ص۸۶۲ [3] مجمع الوسائل ج۱ ص [4] کشف الغمہ ج۱ ص [5] مدارج النبوت ج۲ ص

محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم، ملائکہ کرام اور اہل جنت کے ساتھ اور سبز عمامے استعمال کرنے میں ملائکہ کرام کے ساتھ مشابہت و موافقت ہوگی۔ جو کہ محمود و مسعود اور باعث رحمت و برکت اور موجب شرف و عظمت ہے۔ اور ایسی مشابہت کو کسی بدعقیدہ کے عمل دخل کیساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہوگا۔ جو کہ ناجائز اور باعث ملامت ہو۔

مہاجر صحابہ کے عمامے

حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔ جس سے ان صحابہ کرام کا سبز عمامے استعمال فرمانا ثابت ہوتا ہے۔

عن سلیمان بن ابی عبداللہ قال ادرکت المھاجرین الاولین یعتمون بعمائم کرابیس سود وبیض وحمر وخضر[1]

سلیمان بن ابی عبداللہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے پہلے مہاجر صحابہ کو سوتی، سیاہ، سفید، سرخ اور سبز رنگ کے عمامے باندھتے پایا۔

مہاجرین اولین

اب دیکھنا یہ ہے کہ ان مہاجرین سے کون لوگ مراد ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ[2]

اول درجے کے سبقت لے جانے والے مہاجر اور انصار

اس آیت کی تفسیر میں علماء مفسرین کرام سے بالعموم چار اقوال منقول ہیں۔

۱۔ وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کرکے نمازیں پڑھیں۔ یعنی تبدیلی قبلہ سے پہلے ایمان لائے۔

۲۔ غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ کرام۔

[1] مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۲۳۱ [2] پ۱۱ ع۲

۲۔ بیعت الرضوان میں شرکت کرنے والے حضرات۔

۴۔ ہجرت میں پہل کرنے والے صحابہ کرام ہیں یعنی مہاجرین اولین جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ سے ہجرت کر گئے اور حضور اکرم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد امداد و نصرت میں پہل کرنے والے انصار (رضی اللہ عنہم)

حفظ مراتب

علامہ امام اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان سابقین حضرات میں بھی ترتیب ہے۔ سب سے افضل خلفاء راشدین ہیں، پھر باقی عشرہ مبشرہ میں سے چھ حضرات ۱۔ حضرت سعد ۲۔ حضرت سعید ۳۔ حضرت ابوعبیدہ ۴۔ حضرت طلحہ ۵۔ حضرت زبیر ۶۔ حضرت عبدالرحمٰن پھر غازیان بدر پھر غازیان احد پھر بیعت الرضوان والے۔ جن کا کثیر کتب میں ذکر موجود ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر میں مفسرین کے منقول اقوال سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں مذکور مہاجرین اولین سے جو لوگ مراد ہیں۔ وہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کیطرف نمازیں پڑھیں ۲۔ شرکاء بدر ۳۔ شرکاء بیعت رضوان ۴۔ ہجرت میں پہل کرنے والے۔

۱۔ تفسیر ابن عباس برحاشیہ درمنثور [illegible] ۲۔ تفسیر درمنثور [illegible] از علامہ سیوطی ۳۔ تفسیر مظہری [illegible] از قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۴۔ تفسیر روح المعانی [illegible] از علامہ محمود آلوسی ۵۔ تفسیر قرطبی [illegible] از علامہ احمد انصاری ۶۔ تفسیر ابی سعود [illegible] از امام ابوسعود ۷۔ تفسیر خازن [illegible] از علامہ علاؤالدین علی بن محمد ۸۔ تفسیر مدارک برحاشیہ خازن [illegible] از امام عبداللہ بن احمد نسفی ۹۔ تفسیر جلالین [illegible] از علامہ سیوطی ۱۰۔ تفسیر جامع البیان برحاشیہ جلالین [illegible] از سید معین الدین ۱۱۔ تفسیر کمالین برحاشیہ جلالین [illegible] از سلام اللہ دہلوی۔ ۱۲۔ تفسیر حسینی [illegible] از علامہ واعظ کاشفی ۱۳۔ تفسیر ابن کثیر [illegible] از علامہ اسماعیل بن کثیر قرشی ۱۴۔ تفسیر کبیر [illegible] از علامہ فخرالدین رازی ۱۵۔ تفسیر حقانی [illegible] علامہ عبدالحق حقانی ۱۶۔ تفسیر کشاف [illegible] از علامہ زمخشری ۱۷۔ تفسیر مواہب الرحمٰن [illegible] از علامہ سید امیر علی ۱۸۔ تفسیر نعیمی [illegible] از مفتی احمد یار خان گجراتی ۱۹۔ تفسیر [illegible] از علامہ [illegible]

الغرض یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان حضرات میں حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا سرفہرست تھے۔ اور اس جگہ یہ وہم بھی درست نہ ہوگا کہ شاید ان مہاجرین نے رسول کریم علیہ السلام کے وصال کے بعد عمامے باندھے ہوں۔ اگرچہ حضور علیہ السلام کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرام کا ایسے رنگوں میں عمامے باندھنا بجائے خود دلیل جواز ہے۔ مگر مذکورہ وہم محض ایک وہم ہی ہو کر رہ جائے گا۔ جس کی پرکاہ کی حیثیت بھی نہ ہوگی۔ اس لیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور روایت میں ایسی کوئی قید و قرینہ نہیں جس سے یہ کہا جا سکے کہ ان مہاجرین صحابہ کرام نے وصال مبارک سے پہلے ایسے رنگ کے عمامے نہیں باندھے تھے۔ بعد میں باندھے تھے۔ اس روایت میں مہاجرین صحابہ کرام کا مطلق ذکر ہے۔ جو اپنے اطلاق پر جاری رہے گا۔ محض کسی کے وہم سے مقید نہیں ہوگا۔ مہاجرین اولین کے بارے مفسرین کی مذکورہ وضاحت کے مطابق ان مہاجرین اولین میں وہ صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ جنہوں نے بدر وغیرہ مواقع پر جام شہادت نوش فرمایا۔ یا وصال نبوی علیہ السلام سے پہلے انتقال فرما گئے۔

لہٰذا۔ روایت مذکور کے اطلاق میں ـــــ ان صحابہ کرام کا بھی سبز وغیرہ رنگ کے عمامے باندھنا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس اطلاق کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ سبز رنگ کا عمامہ باندھنا پیارے صدیق اکبر کی سنت ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اور شہداء بدر وغیرہم مہاجرین اولین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

اطلاق سنت

مذکور روایت میں مہاجرین اولین کے مطلق ذکر کی روشنی میں یہ غالب وقوی پہلو کار فرما ہے کہ ان حضرات نے سبز رنگ کے عمامے رسول کریم علیہ السلام کے سامنے باندھے ہوں اور آپ کا منع فرمانا ثابت نہیں اور ایسا امر جسکو دیکھ کر رسول کریم علیہ السلام نے سکوت فرمایا اور منع نہ فرمایا۔ سنت تقریری و سکوتی کہلاتا ہے۔ چنانچہ دیگر کتب اصول کے علاوہ نظامی شرح حسامی میں ہے۔ السنۃ تطلق علی قول الرسول علیہ السلام و فعلہ و سکوتہ و بالفاظ نظامی عند امر یعاینہ[1]۔ سنت کا اطلاق رسول کریم علیہ السلام کے قول، فعل اور اس امر پر کیا جاتا ہے۔ جسکو دیکھ کر آپ نے سکوت فرمایا۔ لہذا اس طرح بھی سبز عمامہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔

خلفاء راشدین کی سنت

جیسا کہ ثابت ہو چکا کہ روایت مذکورہ میں مہاجرین اولین کے مطلق ذکر کے اعتبار سے اس میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بھی داخل و شامل ہیں۔ اور یہ وہ حضرات ہیں۔ جنکی سنت مبارکہ کو رسول کریم علیہ السلام نے امت کیلئے اپنی سنت پاک کی طرح قرار دیا۔ چنانچہ حدیث رسول علیہ السلام ہے۔ فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین[2] اور ان نفوس قدسیہ کے بارے فرمایا! اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم[3] میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جس کے پیچھے چلو گے راہ پاؤ گے۔

معلوم ہوا

کہ سبز رنگ کے عمامے استعمال کرنے میں راہ ہدایت کے ستارے صحابہ کرام کی پیروی ہے۔ اور ان کی پیروی

۱ صفحہ ۲۶۲، نور الانوار صفحہ ۱۸۳ ۲ ابوداؤد صفحہ ۲۸۶ ج ۲، ابن ماجہ صفحہ ۵، مسند امام احمد صفحہ ۱۲۶ ج ۴، دارمی المقدمہ ۳ مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴

کو محبوب خدا علیہ السلام نے امت کے لیئے ذریعہ ہدایت قرار دیا۔ لہذا ان حضرات کی پیروی میں سبز عمامہ استعمال کرنا۔ اور ان حضرات کے استعمال فرمانے کی وجہ سے اس پر سنت کا اطلاق کرنا جائز ہے۔ اور اس کے سنت مستحبہ ہونے کی وجہ سے التزام ضروری نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ سبز عمامہ کے علاوہ سفید وغیرہ رنگ کے عمامے بھی استعمال کیے جائیں۔ تاکہ ایسے رنگ کے عمامے باندھنے میں بھی سنت پاک پر عمل ہو سکے اور ثواب حاصل ہو جائے۔

ضابطہ شرعیہ

شریعت مطہرہ کے حلال و حرام فرما دینے کے بعد کسی کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی شے کو حرام و ناجائز کہے۔ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ[1] یعنی حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا۔ اور جس سے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ اس سے ہے جسے معاف فرما دیا۔ اسی طرح کتب اصول و فتاویٰ میں مصرح کہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ[2] یعنی چیزوں میں اصل اباحت ہے۔ نیز سبز رنگ کے عمامہ کے عدم جواز پر دلیل نہ ہونا خود دلیل جواز ہے۔ کیونکہ مانعین و معترضین کے دامن تحقیق میں کوئی ایسی شرعی دلیل موجود نہیں۔ جسے وہ سبز عمامہ کو ناجائز و منع ثابت کرنے پر پیش کر سکیں۔ اور بحمد اللہ جواز و استحباب پر اس قدر مواد کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس سے بحث مفروضہ

ازالہ ریب

بعض ذہنوں میں یہ وہم گردش کرتا ہے۔ کہ سبز عمامہ باندھنے سے رندار قوم کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے؟

۱ ترمذی شریف صفحہ ۲۰۶ ج ۱ ۲ فتاویٰ شامی صفحہ ۲۴۶ ج ۵

جو کہ ناجائز اور ممنوع ہے۔ لہٰذا اس کا باندھنا جائز نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ایسے اربابِ تحقیق نے نہ ہی مضمونِ حدیث کو سمجھا اور نہ ہی ضابطۂ تشبیہ کو۔ اور ان حضرات کا ایسا استدلال بوجوہ نامقبول و نامنظور ہے اسلئے کہ ان حضرات کی اصطلاح و ماحول میں دینداروں سے جو لوگ مراد ہیں وہ بقول ان اربابِ تحقیق کے مستقل اہلسنت کے خلاف نظریات پر مبنی ایک فرقہ کا وجود ہے۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ ایسے لوگ اس نام پر ہمارے ماحول میں مفقود ہیں۔ اور اس ماحول میں دیندار ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو خود یا ان کے باپ دادا حالتِ کفر سے دامنِ اسلام کیساتھ وابستہ ہوئے تو ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اور مسلمانوں کیساتھ مشابہت کے عدمِ جواز پر دلیل ہی نہیں۔ اور جس علاقہ میں وہ پائے جاتے ہیں تو اس علاقہ میں بھی ان کی تعداد معدود اور حلقہ محدود و مغلوب۔ جبکہ بحمدہٖ تعالےٰ ان کے مقابلہ میں دعوتِ اسلامی کے ساتھ وابستہ افراد کی تعداد و حلقہ وسیع و غالب ہے۔ لہٰذا ان دینداروں کا حال القلیل کالمعدوم اور دعوتِ اسلامی کی حیثیت پوزیشن اکثر علاقوں کے غلبے کے تحت داخل ہے۔ جس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ یہاں مشابہت والی کوئی بات نہیں جسکی بنا پر سبز عمامہ کا استعمال ناجائز و ممنوع قرار دیا جا سکے۔ اور نہ ہی ایسی صورت کو حکمِ مشابہت کے تحت داخل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو سبز عمامہ اپنا شعار بنانے ہی نہ دیں۔ اور نہ ہی مناسب کہ ایسی جواز کی صورت کو نظر انداز کرتے ہوئے خواہ مخواہ بحث میں الجھ کر افتراق و انتشار کی فضا قائم کریں۔

الحاصل چونکہ یہاں مشابہت والی صورت متحقق نہیں۔ لہٰذا سبز عمامے باندھنے میں کوئی قباحت نہیں۔

از تبرکات اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو۔ اس پر جرأت ممنوع و معصیت ● قال اللہ تعالیٰ قل آٰللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون[1] ● وقال تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب[2] ہدایہ میں ہے۔ ان الاباحۃ اصل۔ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحتِ اصلیہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں[3]۔ ملخصاً

شملہ عمامہ شملے کی اقل مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشستگاہ تک رخصت دی۔ یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضعِ جلوس تک پہنچے اور زیادہ رائج یہی ہے۔ کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو۔ جسکی مقدار تقریباً وہی ایک ہاتھ ہے۔ حد سے زیادہ داخلِ اسراف ہے۔ اور بہ نیتِ تکبر ہو تو حرام یونہی نشستگاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانو تک یہ سخت شنیع و ممنوع اور بعض افسان بدوضع آوارہ رندوں کی وضع ہے۔ ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیتِ تکبر نہ ہو تو اسے حرام کہنا نہ چاہیئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضعِ جلوس تک کو بھی اجازت دی۔ مگر حرام کہنے والے گنہگار بھی نہ کہیں گے۔ جبکہ اس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو

---

[1] کیا اللہ نے اسکی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔ پ ۱۱ ع ۱۱ [2] اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ حرام کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ [illegible] [3] [illegible]

جو مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہے۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔
اقل مقدار عذبہ چہار انگشت است و تطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت ست و داخل اسبال و اسراف ممنوع و اگر بطریق تکبر و خیلا باشد حرام والا مکروہ مخالف سنت۔ دستور اللباس میں ہے از فتاویٰ حجت وجامع آورده کہ الذنب ستۃ انواع للقاضی خمس وثلثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع وللعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبعۃ عشر اصبعا قال فی خزانۃ الفتاوی والمستحب ارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس ومنہم من قدر بالشبر وعین العلم یرسل الذیل بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظہر وھو وسط مرضی والکل مروی[1]

عمامہ رسول علیہ السلام

حضور علیہ السلام کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔[2]

فضائل عمامہ

سید عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ عمامے مسلمان کا وقار اور عرب کی عزت ہیں جب عمامے اتار دیں گے تو اپنی عزت اتار دیں گے۔[3]

- عمامے باندھو کہ عمامہ اسلام کی علامت اور مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق کرنے والا ہے۔[4]
- حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔[5]

---

۱ فتاویٰ رضویہ ص ۱۸۲ ج ۱۰ ۲ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۴۲۴ ج ۸ ۳ رواہ الدیلمی
۴ رواہ الدیلمی ۵ رواہ الدیلمی۔

- حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔ میں اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور وہ عمامہ باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم عمامہ کو محبوب رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا محبوب رکھو عزت پاؤ گے۔ اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیرے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نفل نماز ہو یا فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ اے بیٹا عمامہ باندھو کہ فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج غروب ہونے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔[1]

مسائل عمامہ

عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اُسے اتار کر زمین پر نہ پھینک دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح کھولا جائے۔ ٹوپی پہننا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ مگر حضور علیہ السلام عمامہ بھی باندھتے تھے۔ عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ ملاحظہ ہو[2]

---

۱ مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۴۲۴ ج ۴ ۲ سیرت حلبیہ ص ۴۶۳ ج ۳، المدخل للامام ابن الحاج ص ۲۱۸ ج ۱
زاد المعاد ص ۱۳۱ ج ۱، سفر السعادۃ ص ۱۳۰ ج ۲، عالمگیری ص ۴۲۵ ج ۱۶، بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۱۶

حضرت مولانا محمد نور اللہ محدث بصیرپوری کا فتویٰ

ہمارے آئمہ و مشائخ عظام تصریح فرماتے ہیں کہ نماز کے لیے کامل درجے کا مستحب لباس یہ ہے کہ مرد قمیص، تہبند عمامہ میں پڑھے جو تین کپڑے ہیں۔ خلاصۃ الفتاویٰ صفحہ 73، جلد 1، بدائع صنائع صفحہ 219، جلد 1، بحرالرائق صفحہ 25، جلد 2، منیۃ المصلی اور غنیۃ المستملی صفحہ 337، فتاویٰ ہندیہ صفحہ 31، جلد 1، طحطاوی علی الدر صفحہ 270، جلد 1 میں بالفاظ متقاربہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ آدمی تین کپڑوں قمیص، تہبند اور عمامہ میں نماز پڑھے۔ لہذا آئمہ کرام و فقہائے عظام (جو معنی احادیث اچھی طرح سمجھتے ہیں اور آیات و احادیث سے ہی ہمارے مسائل کا استنباط کیا کرتے ہیں) نے کسی کتاب میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ اکیلی ٹوپی یا اکیلا عمامہ پہن کر نماز مکروہ ہے اور نہ ہی یہ فرمایا ہے کہ نماز میں عمامہ مع ٹوپی پہننا ضروری ہے۔

(ملخصاً فتاویٰ نوریہ صفحہ 281 جلد 1)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

صلوٰۃ بلاعمامہ مکروہ نہیں نہ تحریمہ نہ تنزیہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 277)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کا فتویٰ

ٹوپی سے امامت درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے۔ البتہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت کرنا افضل ہے۔ اور ثواب زیادہ ہے۔ لیکن بلاعمامہ بھی مکروہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

معلوم ہوا کہ صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا بلاکراہت جائز ہے اور یہ کہنا کہ عمامہ کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے اور یہ مسئلہ اجتہادی ہے بالکل بے بنیاد اور غلط ہے۔